قومی سیرت کانفرنس اور حضرت ناظم اعلیٰ وفاق کا یادگار خطاب

مولانا عبدالقدوس محمدی

وزارت مذہبی امور کے زیر اہتمام منعقدہ قومی سیرت کانفرنس پاکستان میں منعقد ہونے والے مختلف ایونٹس میں سے ایک اہم ترین ایونٹ ہوتا ہے۔ یہ سیرت کانفرنس اسلام کے نام اور کلمہ طیبہ کے نعرے پر معرض وجود میں آنے والی مملکت خداداد پاکستان کے تشخص، نظریہ، آئین اور پالیسی کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ اس کانفرنس کو اگر پارلیمنٹ کی عمارت کی پیشانی پر لکھے ہوئے کلمہ طیبہ کی طرح پاکستان میں سال بھر میں سرکاری سطح پر منعقد ہونے والی تقریبات کے ماتھے کا جھومر قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ یہ کانفرنس محض ایک روزہ جلسہ ہی نہیں بلکہ پاکستان میں سرکاری سطح پر سیرت طیبہ کے حوالے سے ایک گرانقدر کوشش ہے جس کے ذریعے سیرت طیبہ کے مطالعہ کا ذوق وشوق اجاگر کرنے، سیرت طیبہ پر کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرنے کے ساتھ ساتھ قومی سطح پر حیات طیبہ کو اپنانے کا درس بھی دیا جاتا ہے۔ یوں تو یہ کانفرنس عرصے سے انعقاد پذیر ہو رہی ہے لیکن موجودہ وفاقی وزیر برائے مذہبی امور سردار محمد یوسف کے دور میں اس کانفرنس میں کچھ منفرد، مفید اور مثالی تبدیلیاں کی گئیں۔

سردار محمد یوسف کے دور میں قومی سیرت کانفرس کو انٹرنیشنل سیرت کانفرس کا درجہ دیا گیا، پہلے پہل اس کانفرنس میں صرف پاکستان سے مہمانان گرامی شریک ہوا کرتے تھے لیکن اب دنیا بھر سے وفود، مہمانان گرامی اور ارباب علم ودانش اس کانفرنس میں شرکت کرتے ہیں۔ پہلے پہل اس کانفرس میں صرف سرکاری اور حکومتی رنگ غالب ہوا کرتا تھا لیکن اب تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام کو سیرت طیبہ پر معروضات پیش کرنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ پہلے پاکستان کے مختلف شہروں سے محض اپنے اقرباء اور سیاسی پسند ناپسند کی بنیاد پر لوگوں کو مدعو کیا جاتا تھا لیکن اب ملک بھر سے میرٹ پر مستند اہل علم اور مختلف شعبوں میں گرانقدر خدمات سرانجام دینے والے حضرات کو مدعو کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ یہ کانفرس محض ایک دن کی تقریب نہیں ہوتی بلکہ پورے سال کے دوران سیرت طیبہ کے حوالے سے ہونے والی سرگرمیوں کا ایک پورا پیکج ہے۔ کانفرس کے موقع پر قومی اور علاقائی زبانوں میں سیرت طیبہ پر نثر ونظم میں کتب لکھنے والوں، سیرت طیبہ پر خصوصی نمبرز شائع کرنے والے مجلات اور وزارت کی طرف سے اعلان

کردہ موضوعات پر مقالہ جات قلمبند کرنے والوں کو انعامات واعزازات سے نوازا جاتا ہے۔

اس سال کانفرنس کے موقع پر اعزازات وانعامات حاصل کرنے والوں میں اگرچہ علماء کرام اور مدارس کے فضلاء بھی موجود تھے لیکن اکثریت عصری جامعات اور یونیورسٹیز سے تعلق رکھنے والے حضرات کی تھی، بلکہ جن مجلّات کو سیرت طیبہ کے حوالے سے منفرد کام کرنے پر ایوارڈز دیئے گئے ان میں سے بھی اکثر مجلّات عصری جامعات کے تھے حالانکہ ہماری دانست میں سیرت طیبہ کے حوالے سے زیادہ کام دینی مدارس اور علماء کرام کے حلقے میں ہورہا ہے، لیکن مدارس اور علماء کی طرف سے اس کام کو قومی سطح پر پیش کرنے کی روایت نہیں اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ارباب مدارس اس حوالے سے ذرا اہتمام کریں۔ دینی مدارس کے فضلاء تھوڑی سی توجہ دیں تو وہ بہت سے انعامات واعزازت حاصل کرسکتے ہیں۔ سیرت طیبہ کے حوالے سے کئے جانے والے کام کا اصل انعام تو درحقیقت اللہ رب العزت کی رضا اور اللہ رب العزت کی طرف سے اجر وثواب اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی امید ہے لیکن انسان طبعی طور پر حوصلہ افزائی کا محتاج ہوتا ہے اس لیے حکومت اور وزارت مذہبی امور کی طرف سے یہ اہتمام خوش آئند ہے۔ اس لیے علماء کرام اور اہل مدارس سے التماس ہے کہ وہ اپنے اداروں کی مطبوعات کو اس قسم کے مواقع پر پیش کرنے کو اخلاص کے منافی نہ سمجھیں، جب وزارت کی طرف سے مقالہ جات اور موضوعات کا اعلان ہو تو ہر ادارے کی جانب سے اپنے اساتذہ وطلبہ اور بالخصوص فضلاء کو مقالہ جات لکھنے کی طرف متوجہ کیا جائے، مقابلہ جات کے اشتہارات کو دینی مدارس کے نوٹس بورڈز پر آویزاں کیا جائے اور ہر ادارے کی طرف سے تحریر وتحقیق کا ذوق رکھنے والے کسی ایک استاذ محترم کو طلبہ واساتذہ خاص طور پر تخصص اور دورہ حدیث کے شرکاء کی رہنمائی کے لیے نامزد کردیا جائے تو نہ صرف یہ کہ دینی مدارس میں تحقیق وتصنیف کے رجحان میں اضافہ ہوگا بلکہ سیرت طیبہ کے حوالے سے ہونے والے علمی وتحقیقی کاموں کے معیار میں اضافہ ہوگا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہر ادارے کی طرف سے لوگوں کے دلوں میں محبت نبویؐ کے دیپ جلانے میں مدد ملے گی۔

یوں تو ہر سال کی سیرت کانفرس کا اپنا ہی رنگ ہوتا ہے لیکن اس سال کی سیرت کانفرنس ایک ایسے موقع پر منعقد ہوئی جب انتخابی اصلاحات بل کا قضیہ بالکل تازہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور ناموس کے حوالے سے پوری قوم میں بیداری اور حساسیت کی لہر موجود تھی ایسے میں ممکن ہے کہ دیگر اربابِ اقتدار سیرت کانفرنس کے انعقاد کے حق میں ہی نہ ہوں بلکہ اگر سردار محمد یوسف جیسے وفاقی وزیر اس منصب پر نہ ہوتے تو عین ممکن تھا اس بار کوئی اور وزیر اس نازک اور حساس موقع پر ملک بھر سے مکاتب فکر کے علماء وخطباء کو مدعو کرنے اور کانفرنس منعقد کروانے کا ''رسک'' لینا بھی گوارہ نہ کرتا لیکن سردار محمد یوسف ہمیشہ کی طرح اس سیرت کانفرنس کے کامیاب، منظم

اور پرامن انعقاد کے معاملے میں بھی سرخرو ٹھہرے۔ مجموعی طور پر اس کانفرنس سے جہاں عوام الناس اور دنیا بھر میں یہ پیغام گیا کہ پاکستان کی ریاست نظریہ پاکستان بالخصوص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ، ختم نبوت اور ناموس رسالت کے حوالے سے کیا پالیسی رکھتی ہے وہیں علماء کرام کی طرف سے بھی بہت واشگاف انداز سے قرانی تعلیمات، نبی اکرم کی ہدایات اور پاکستان کی ترجیحات کو بیان کیا گیا۔

اس سال کی کانفرنس کا لب لباب اور خلاصہ ترجمان اہل حق، آیت خیر حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب کا خطاب تھا۔ مولانا جالندھری نے اپنے کلیدی، مختصر مگر جامع، ولولہ انگیز، حکمت وتدبر پر مبنی ایمان افروز خطاب میں کانفرنس کے موضوع، حالات حاضرہ، ملکی وبین الاقوامی تقاضوں، عوامی امنگوں اور حاضرین کے خیالات کی اتنی خوبصورتی سے ترجمانی کی جسے لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ مولانا محمد حنیف جالندھری کا خطاب پوری قوم کے دل کی آواز تھی، ان کی حق گوئی جملہ علماء کرام کی جانب سے فرض کفایہ کی ادائیگی تھی، ان کی تقریر حاضرین کے خیالات وافکار کا اظہار تھی۔ ان کا خطاب ملک کے گلی کوچوں میں گونجتے نعروں کی ایوان اقتدار میں گونج تھی۔

حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم نے اپنی تقریر کے دوران اسوہ حسنہ کی روشنی میں قیادت کے اوصاف کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ عالم اسلام کو درپیش مسائل ومشکلات اور مسلم امہ کے قائدین کا تجزیہ پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ ایک مثالی قائد اور حکمران کے لیے ایمانِ کامل، یقینِ محکم اور صرف اور صرف اللہ رب العزت کی ذات کو سپریم تسلیم کرنے کا جذبہ ہونا چاہیے جبکہ آج کے حکمران اللہ رب العزت کی ذات کے علاوہ دنیا کی دیگر طاقتوں کی جانب دیکھتے، ان کی پسند ناپسند کی بنیاد پر پالیسیاں تشکیل دیتے ہیں اور ان کو سپر پاور تسلیم کرتے ہیں۔

مولانا محمد حنیف جالندھری نے کہا کہ عوام اور حکمرانوں کے مابین ہم آہنگی لازم ہے جبکہ آج پورے عالم اسلام کے عوام کا رخ کسی اور طرف ہے اور حکمرانوں کا قبلہ وکعبہ کسی اور سمت ہے۔ اس میں یکسانیت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ انہوں نے پاکستان میں ختم نبوت، قادیانیت اور انسدادِ توہین رسالت سے متعلقہ قوانین کے خاتمے کی کوششوں کو پاکستان کے کروڑوں عوام کی توہین اور جمہوریت سے انحراف قرار دیا۔ انہوں نے مسئلہ ختم نبوت کی ضرورت واہمیت، دنیا بھر میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں اور فریب کاریوں کا پردہ چاک کیا، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں قوم کی غیرتِ ایمانی اور حساسیت کی صحیح معنوں میں ترجمانی کی، انہوں نے تحریک ختم نبوت کے مختلف مراحل اور اس میں اکابر علماء دیوبند کے ناقابل فراموش اور یادگار کردار کو ان کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ ذکر فرمایا۔

مولانا جالندھری نے اپنے خطاب کے دوران دینی مدارس کا مقدمہ بھی بڑی خوبصورتی سے پیش کیا اور کہا

کہ اسوہ حسنہ اور پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ وعلیہ وسلم کی تعلیمات سے آگاہ کرنے کے ادارے دینی مدارس ہیں ان کی ریاستی سطح پر حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے۔ ان کے راستے میں روڑے اٹکانے والوں کو باز رہنا چاہیے۔ مولانا جالندھری نے واشگاف الفاظ میں انتخابی اصلاحات بل میں سے ختم نبوت سے متعلقہ شقوں کو ختم کرنے کی کوشش کرنے والوں کو بے نقاب کرنے اور کیفر کردار تک پہنچانے کا پرزور مطالبہ کیا۔ انہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے اوصاف وکمالات کا ایسی خوبصورتی اور حسن ترتیب سے تذکرہ کیا کہ صحابہ کرام کی عظمت واصاف کا انکار کرنے والے بغلیں جھانکنے لگے۔

مولانا محمد حنیف جالندھری کے خطاب کے دوران پورا ہال پارلیمانی کلپس سے گونجتا رہا، مولانا جالندھری کی شاندار اور یادگار تقریر پر نہ صرف یہ کہ انہیں حاضرین اور کانفرنس کے شرکاء کی طرف سے زبردست الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا گیا بلکہ سوشل میڈیا پر بھی مولانا کے خطاب کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ مولانا جالندھری اپنے خطاب کے بعد جب ڈائس سے نیچے تشریف لائے تو علماء ومشائخ نے آگے بڑھ کر آپ کا خیر مقدم کیا، کئی علماء کرام نے مولانا کی پیشانی پر بوسہ دے کر انہیں خرج تحسین پیش کیا۔

مولانا جالندھری نے اپنے خطاب کے دوران آئندہ سال کو سال برائے ختم نبوت کے طور پر منانے کی تجویز پیش کی جس پر وفاقی وزیر برائے مذہبی امور سردار محمد یوسف نے آئندہ سال کو سال برائے ختم نبوت وقرار دیتے ہوئے اس سال کے دوران شعور ختم نبوت اجاگر کرنے کے لیے مختلف سرگرمیوں اور پروگراموں کا اعلان کیا۔

ایک بھرپور، منظم اور ہر اعتبار سے منفرد اور مثالی کانفرنس کے انعقاد پر وفاقی وزیر برائے مذہبی امور سردار محمد یوسف، وزیر مملکت برائے مذہبی امور، سیکرٹری وزارت مذہبی امور کے علاوہ وزارت کی پوری ٹیم مبارکباد کی مستحق ہے کہ اس نے اتنا خوبصورت گلدستہ سجایا۔ ☆☆

عام مسلمانوں کی خیر خواہی

عام مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ ان کی دنیا وآخرت کے مصالح میں ان کی رہنمائی کی جائے، دین ودنیا کی جس چیز سے ناواقف ہوں، اس کی انہیں تعلیم دی جائے۔ ان کے عیوب کی پردہ پوشی کی جائے۔ ان کی حاجتوں اور ضرورتوں کو پورا کیا جائے۔ ان سے نقصان دہ چیزوں کو دفع کیا جائے۔ نرمی، اخلاص، اور شفقت کے ساتھ ان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا جائے۔ بڑوں کی عزت کی جائے۔ چھوٹوں پر شفقت کی جائے۔ عمدہ نصیحت کے ذریعے ان کی نگہ داشت کی جائے۔ ان سے کینہ اور حسد نہ کیا جائے۔ (حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ)

4